روزنامہ
الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۶۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۷/۴۲ | جمعرات ۳۰۔ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ، یکم اخاء ۱۳۷۱ہش، یکم اکتوبر ۱۹۹۲ء | نمبر ۲۲۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے۔ اور اس کی کنجی اس کے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے؟ تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو گناہ میں ڈالنا کیا فائدہ؟ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص بڑا گنہگار ہوگا۔ خدا تعالیٰ اس کو کہے گا کہ میرے قریب ہو جا۔ یہاں تک کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے پردہ کر دے گا اور اس سے پوچھے گا کہ تُو نے فلاں گناہ کیا۔ فلاں گناہ کیا۔ لیکن چھوٹے چھوٹے گناہ گنائے گا۔ وہ کہے گا کہ ہاں یہ گناہ مجھ سے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ اچھا آج کے دن میں نے تیرے سب گناہ معاف کئے اور ہر ایک گناہ کے بدلے دس دس نیکیوں کا ثواب دیا۔ تب وہ بندہ سوچے گا کہ جب ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کا دس دس نیکیوں کا ثواب ملا ہے تو بڑے بڑے گناہوں کا تو بہت ہی ثواب ملے گا۔ یہ سوچ کر وہ بندہ خود ہی اپنے بڑے بڑے گناہ گنائے گا کہ اے خدا میں نے تو یہ گناہ بھی کئے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ اس کی بات سُن کر ہنسے گا اور فرمائے گا کہ دیکھو میری مہربانی کی وجہ سے یہ بندہ ایسا دلیر ہو گیا ہے کہ اپنے گناہ خود ہی بتلاتا ہے۔ پھر اُسے حکم دے گا کہ جا بہشت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے تیری طبیعت چاہے داخل ہو جا۔ تو کیا خبر ہے کہ خدا تعالیٰ کا اس سے کیا سلوک ہے یا اس کے دل میں کیا ہے۔ اس لئے غیبت کرنے سے بکلّی پرہیز کرنا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صـ۱۱)

گذشتہ اعمال کا محاسبہ کر کے مستقبل کو بہتر بنایا جا سکتا ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی)

"کسی انسان کا مستقبل دکھانا تو خدا کا کام ہے۔ اس کا مستقبل لذّت اور راحت سے وابستہ ہے یا دکھ اور تکلیف سے۔ اور دوسرا طریق مستقبل دیکھنے کا یہ ہے کہ (اور چاہیئے کہ ہر جان اس بات پر نظر رکھے کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے) یعنی ماضی میں جو کام تم نے کئے وہی کام مستقبل میں جا کے پھل لائیں گے۔ یقینی اور قطعی علم تو خدا کو ہے کہ تمہارا مستقبل اچھا ہوگا یا برا۔ راحت والا ہوگا کہ دکھ اور تکلیف والا مگر ایک حد تک مستقبل کا اندازہ انسان کے گذشتہ اعمال سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ اگر اس نے لنگڑے یا خاص الخاص یا ثمر بہشت کا درخت لگایا ہے تو اس سے لنگڑے یا خاص الخاص یا ثمر بہشت ہی پیدا ہوں گے انگور یا سیب پیدا نہیں ہوں گے۔ اور نہ ہی وہ حنظل اور تمّہ پیدا ہوگا۔ پس اگر ایک شخص اس بات سے یہ قیاس کرتا ہے کہ میں نے جو آم کا درخت لگایا ہے اس سے آم ہی پیدا ہوں گے۔ حنظل یا تمّہ پیدا نہیں ہوگا تو اس کا یہ قیاس درست ہوگا۔ اسی طرح جو شخص اپنے گذشتہ اعمال کو دیکھ کر مستقبل کا قیاس کرتا ہے اس کا وہ قیاس نوّے فیصد درست ہوگا۔ پس مستقبل کو پڑھنے کے دو طریق ہیں۔ یا

باقی صـ پر

صدقہ سے بلا ٹل جاتی ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"اگر خدا میں یہ عادت نہ ہوتی کہ دعا اور صدقہ اور خیرات اور گریہ اور بکا سے ان بلاؤں کو دُور کر دیتا جس کا اس نے ارادہ کیا ہے یا جن بلاؤں اور عذابوں کو ظاہر کر چکا ہے تو دنیا کبھی کی ہلاک ہو جاتی۔ سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ۔"

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

درخواست دعا

۱۔ خاکسار کے ماموں مکرم محمد عبداللہ صاحب جنرل ہسپتال لاہور میں بغرض علاج داخل ہیں، ایک اپریشن ہو چکا ہے مزید ٹیسٹ جاری ہیں۔

۲۔ خاکسار کے برادر اصغر مکرم فیض محمد صادق صاحب (لاہور) دماغ میں رسولی کے علاج کی غرض سے لندن گئے تھے کامیاب اپریشن کے بعد اب واپس لاہور پہنچ گئے ہیں۔ اب یہاں ریڈیو تھروپی کے ذریعہ علاج جاری ہے۔

دونوں کی مکمل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نسیم سیفی

نمایاں کامیابی

مکرم عبدالرؤف ابن چوہدری سردار علی صاحب آف جہلم نے امسال انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں راولپنڈی بورڈ سے آرٹس گروپ میں ۷۵۶ نمبر حاصل کئے اور بورڈ میں چوتھی پوزیشن حاصل کی ہے۔

٥ مکرم مسعود صاحب ناصر ابن مکرم ناصر احمد صاحب لاہور نے امسال گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف ایس سی پری انجینئرنگ کا امتحان دیا تھا۔ لاہور بورڈ کے نتائج کے مطابق عزیزم نے ۸۸۶/۱۱۰۰ نمبر حاصل کر کے بورڈ میں نمایاں پوزیشن حاصل کی ہے۔

لجنہ اماء اللہ پاکستان کے زیر انتظام سالانہ دستکاری کی نمائش

۶ دسمبر اور ۷ دسمبر ۹۲ء بروز اتوار اور پیر لجنہ اماء اللہ کی ممبرات کی اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی چیزوں کی نمائش ہوگی شامل ہونے والی لجنات اپنا سامان یکم دسمبر ۹۲ء تک سیکرٹری صاحبہ نمائش کو پہنچا دیں۔

(صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

یکم ۔ اخاء ۱۳۷۱ ہش   یکم ۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء

خدا کی مصلحت

کام اور مصلحت دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں ۔ یا یوں کہہ لیجئے ۔ کہ دونوں کو ساتھ ساتھ چلنا چاہیئے ۔ کام کیا جائے اور مصلحت کے خلاف ہو تو نتیجہ ناخوشگوار ہوگا ۔ اور مصلحت تو مدنظر ہو لیکن کوئی کام نہ کیا جائے تو وہ بھی بیکار اور بے فائدہ ۔ مطلب یہ ہے کہ کام بھی کیا جائے اور مصلحت کے مطابق کیا جائے تو نتیجہ خوشگوار اور مفید نکلے گا ۔ لیکن یہ مصلحت ہے کیا ۔ کوئی ایسی ٹھوس چیز نہیں ہے ۔ کہ ہاتھ میں پکڑ کر دکھائی جا سکے ۔ یہ ایک تصوّراتی کیفیت کا نام ہے ۔ اور ہر شخص کی سوچ اور سمجھ بوجھ میں اس کا وجود مختلف حالتیں اختیار کر لیتا ہے ۔ ہم نے کوئی کام کیا ۔ اپنے خیال میں مصلحت کے مطابق کیا ۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کہے کہ یہ کام نہیں کرنا چاہیئے تھا ۔ دوسرا کہے کرنا تو چاہیئے تھا ۔ لیکن مصلحت کو مدنظر نہیں رکھا گیا ۔ یہ نہیں سوچا گیا کہ کب اور کس طرح کرنا چاہیئے تھا ۔ بات یہ ہے کہ کام ۔ مصلحت اور نتیجہ ۔ یہ تینوں باتیں ایک ہی خطِ مستقیم میں ہونی چاہئیں ۔ اگر ان میں سے کوئی بھی کسی اور موڑ کی طرف چلی جائے گی تو کام بھی ٹھیک نہیں رہے گا ۔ مصلحت کے بھی خلاف ہوگا اور نتیجہ بھی خاطر خواہ نہیں ہوگا ۔

مصلحت کی بات کرتے ہوئے ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اگر ہم بھی مصلحت کا خیال رکھتے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ مصلحت کا خیال نہیں رکھتا ہوگا ۔ کیا جو ہم چاہیں وہ ہمیں دے دے ۔ جو کام ہم چاہیں وہ کر دے ۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ ایسا کرنے والے اور ایسا سوچنے والے ہمیشہ دعاؤں کے صحیح نتائج سے محروم رہتے ہیں اور لبا اوقات مایوس بھی ہو جاتے ہیں ۔ انہیں ایسی مایوسی ہوتی ہے جس کے متعلق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ دہریت تک پہنچا دیتی ہے ۔ ہم نے کچھ خدا سے مانگا اب یہ اسکی مصلحت جانتی ہے کہ ہمیں وہ چیز دی جائے یا نہ دی جائے ۔ اس کی مصلحت نظر تو نہیں آئے گی اور ہماری مصلحت بھی کب نظر آتی ہے ۔ ہم نے کہا ہے نا کہ یہ ایک تصوّراتی کیفیت ہے ۔ پس اس کی مصلحت نظر تو نہیں آتی لیکن یقیناً ہمیں ہماری مانگی ہوئی چیز نہ دینے میں اس مہربان، خالق و مالک کی مصلحت ہی آڑے آئی ہوگی ۔ یہ بات سمجھ جانے سے انسان اپنی دعا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا ۔ ہر بات کو خدا تعالیٰ کی مصلحت پر چھوڑ کر راضی برضا رہنا ہے ۔

وہ اپنی مصلحت کو جانتا ہے
مِرا افسردہ دل بھی مانتا ہے
ہمارا حال جو کچھ بھی ہو لیکن
وہ رحمت ہی کی چادر تانتا ہے

______ ابوالاقبال

کھرا اور کھوٹا

تیرگی کو کبھی ضیا نہ کہو — جو بھلا ہے اُسے بُرا نہ کہو
زہر کو زہر ہی یقین کرو — مَے کو مَے ہی کہو دَوا نہ کہو
کہو کھوٹا نہ تم کھرے کو کبھی — ہے جو کھوٹا اُسے کھرا نہ کہو

کانچ سمجھو کبھی نہ ہیرے کو
سنگ کو لعلِ بے بہا نہ کہو

بَد کو طعنہ نہ دو بَدی کا کبھی — کج اَداؤں کو کج اَدا نہ کہو
سائلوں کو کبھی نہ دھتکارو — جو گدا ہیں انہیں گدا نہ کہو
گالیاں دے اگر تمہیں کوئی — کچھ بھی تم اس کو جُز دُعا نہ کہو
عاجزوں بیکسوں یتیموں کو — کوئی کلمہ بھی ناروا نہ کہو

غم کسی کے بھی بس کی بات نہیں
غم کے ماروں کو تم بُرا نہ کہو

سچّی باتوں کو جھوٹ مت جانو — جھوٹ کو صِدق اور صفا نہ کہو
سچ پہ قائم رہو بہر حالت — جھوٹ کوئی بھی واقعہ نہ کہو
خیر اندیش لوگ کم ہیں بہت — دل کا ہر اِک سے ماجرا نہ کہو
پتھّروں کے لئے تو یکساں ہے — کچھ کہو دل کا حال یا نہ کہو

جُز خدا دہر کچھ نہیں صدّیق
دہر کو تم بُرا بھلا نہ کہو

محمد صدّیق امرتسری

قناعت کا واقفین سے گہرا تعلق ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :-

"قناعت کے متعلق میں نے کہا تھا ، اس کا واقفین سے بڑا گہرا تعلق ہے ، بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا چاہیئے اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہیئے ۔ عقل اور فہم سے ساتھ اگر والدین شروع سے تربیت کریں ، تو ایسا ہونا کوئی مشکل کام نہیں ہے ۔ غرض دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک ان بچوں کو پہنچانا ضروری ہے ۔"

(از خطبہ فرمودہ ۱۰ ۔ فروری ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقریر حضرت امام جماعت احمدیہ ۔ الثانی ۔ بر موقع جلسہ لجنہ اماء اللہ ۵ ۔ فروری ۱۹۲۳ء

علمی مسائل

علم دماغی ترقی کا موجب ہوتا ہے

میں نے پچھلے جلسہ کے ایک موقعہ پر یہ بات بیان کی تھی کہ علم کی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ مختلف علوم کے متعلق ایسے لوگوں کے لیکچر ہوتے رہیں جو ان کے ماہر ہوں ۔ خواہ یہ علوم دینی ہوں یا دنیاوی ۔ کیونکہ ہر قسم کا علم انسان کی دماغی ترقی کا موجب ہوتا ہے ۔ بعض دفعہ انسان مذہبی طور پر ایک رتبہ حاصل کر لیتا ہے مگر دنیاوی علوم نہ جاننے کے باعث ذلیل ہوتا ہے ۔

حکایت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ کسی شخص کا جو بزرگ مشہور تھا واقعہ بیان کرتے تھے ..... بادشاہ کے درباریوں میں سے کوئی اس کا معتقد تھا وہ ہمیشہ بادشاہ کو تحریک کرتا تھا کہ اس بزرگ کے پاس چلو مگر بادشاہ ہمیشہ اس کو ٹلا دیتا تھا ۔ بار بار کے کہنے پر ایک بار بادشاہ کو خیال آیا کہ چل کر دیکھیں تو سہی ۔ بزرگ کہلاتا ہے اس میں کیا کمال اور بزرگی ہے ۔ چنانچہ بادشاہ وہاں پہنچا ۔ اس کو خیال ہوا کہ بادشاہ پر کچھ اثر ڈالنا چاہیئے اور اس کے لئے اس نے مناسب سمجھا کہ کچھ نصیحت کروں اور اس طرح پر علم کا اظہار کروں تاکہ اس کی عقیدت میں ترقی ہو ۔ اس خیال پر اس نے اپنی تقریر کا سلسلہ شروع کیا اور کہا کہ بادشاہوں کو لازم ہے کہ اپنی رعایا کے ساتھ انصاف کریں اور ان پر ظلم نہ کریں ۔ مسلمان بادشاہوں میں سے ایک سکندر بادشاہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزار سال پہلے گزرا تھا ۔ بادشاہ نے جب یہ بات سنی تو اس کا چہرہ متغیر ہوا اور اس کو معلوم ہوا کہ یہ شخص محض جاہل ہے اور اٹھ کر چلا آیا ۔ اس شخص کو نفس کی خواہش نے ہلاک کیا اور ضروری علم کے نہ جاننے کی وجہ سے ذلیل ہوا ۔

اگرچہ یہ کوئی ضروری بات نہیں کہ کوئی بزرگ ہو تو اسے یہ بھی معلوم ہو کہ سکندر کون تھا مگر اس شخص نے محض اپنے نفس کی بڑائی کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ وہ تاریخ سے بھی واقف ہے ایک ایسی بات کہی جو اس کی ذلت کا باعث ہو گئی ۔ اس لئے کہ وہ غلط تھی ۔ پس ایسے علوم سے انسان کو کم از کم واقفیت ہونی چاہیئے ۔ اسی لئے میں نے بتایا تھا کہ مختلف اوقات میں علمی امور پر تقریریں ہوتی رہیں تاکہ سب واقف ہو جائیں اور یہ علوم خواہ دینی ہوں یا دنیوی ۔

اور یہ بھی بتایا تھا کہ مردوں کو بعض وقت معلوم نہیں ہوتا کہ کون سے مسائل ہیں جو عورتوں کے لئے ضروری ہیں اس لئے میں نے تجویز کیا کہ ایک لیکچر ایسا ہو کہ اس میں بتا دیا جائے کہ علوم کون سے ہیں تب عورتیں خود فیصلہ کر سکیں گی کہ وہ کس کس علم کے متعلق تفصیل سے سننا چاہتی ہیں ۔ جیسے اگر کسی شخص کو شہروں کے دیکھنے کی خواہش ہو ۔ مثلاً دہلی ہے تو وہ اس کے دیکھنے کے لئے آرزو کرے گا اس لئے کہ اس نے دوسرے بڑے شہروں جیسے لنڈن یا پیرس کا نام نہیں سنا اور نہ ان کی وسعت اور خوبصورتی کے متعلق کچھ معلوم ہے ۔ حالانکہ لنڈن ۔ پیرس ۔ برلن بہت بڑے شہر ہیں ۔ مگر چونکہ ان کے متعلق علم نہیں ۔ اس لئے دہلی کے دیکھنے کی تو خواہش کریں گے حالانکہ وہ ان شہروں سے کچھ نسبت ہی نہیں رکھتی ۔ اسی طرح عورتیں اسی وقت معلوم کریں گی جب ان کے سامنے علوم کی ایک فہرست رکھ دی جائے ۔ پس میرا یہ لیکچر صرف علوم کی تعریف کے متعلق ہو گا میں بتاؤں گا کہ دنیا میں کیا کیا علوم ہیں ۔

علم کے مفہوم کی وسعت علم کے معنے میرے نزدیک یہ نہیں کہ جو سچا ہی ہو ۔ میرے نزدیک علم کئی قسم کے ہوتے ہیں ۔ بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ فی الحقیقت وہ سچے اور مکمل ہوتے ہیں اور بعض نہ سچے ہوتے ہیں اور نہ مکمل ہوتے ہیں مگر پھر بھی ان کو علم کہا جا سکتا ہے اور بعض ابھی معرض تحقیق میں ہوتے ہیں مگر علم کہلاتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو پڑھنا ہوتا ہے مگر عمل اور کام کرنا نہیں ہوتا اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں صرف کام کرنا پڑتا ہے اور ہاتھ کا زیادہ دخل ہوتا ہے پس میں اس مضمون میں صرف علوم کی فہرست بتاؤں گا تاکہ اندازہ کر لیں کہ کس کس قدر علم کی ضرورت ہے اور اسی طرح پر اس فہرست میں وہ علوم بھی لوں گا جو سچے اور درست ہیں اور وہ علم بھی لوں گا جو درست نہیں ۔ ایسے بھی جو عقل سے تعلق رکھتے ہیں اور ایسے بھی جو صرف عمل سے تعلق رکھتے ہیں ۔

عام طور پر علوم دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ مذہبی یا دینی اور دنیاوی ۔ پہلے میں مذہبی علوم لوں گا ۔

مذہبی علوم مذہبی علوم کے معلوم کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ مذہب کیا چیز ہے اور کن باتوں میں مختلف مذاہب میں باہم اختلاف ہوا ہے ۔ مذہب پر اگر غور کریں تو تین باتوں کی وجہ سے اختلاف ہوا ہے اس کے متعلق بھی میں تفصیلات نہیں بیان کروں گا بلکہ مذاہب کے مختلف پہلو بیان کروں گا ۔

مختلف مذاہب میں تین اصول ہیں جن پر اختلاف ہوا ہے ۔ اول انسان کس طرح دنیا میں آیا ؟ دوم کس غرض کے لئے دنیا میں آیا ؟ سوم اس بات پر کہ کہاں جائے گا ؟ یہی تین باتیں ہیں جن کی وجہ سے اختلاف ہوا اور مختلف مذاہب پیدا ہو گئے ۔ ان ہر سہ امور کے متعلق جس قدر مسائل ہیں ہم ان کے گرد چکر لگائیں گے ۔

اشتراک مذہب نئے علوم کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک اور سوال بھی ..... مدنظر رکھنا چاہیئے کہ مذاہب کا باہم کس حد اشتراک ہے یعنی وہ کن باتوں میں باہم ملتے ہیں اور کن خیالات کے دائروں کے اندر وہ پیدا ہوئے ہیں ؟

یہ سوال اس لئے پیدا ہوا ہے کہ اس زمانہ کے لوگ مذہب سے الگ ہو کر سمجھتے ہیں کہ وہ جھوٹ ہے ۔ اسی غرض کے لئے انہوں نے یہ خیال نکالا ہے کہ کن باتوں میں مذاہب ملتے ہیں اور کن باتوں میں اختلاف ہے ؟ پھر ان دو باتوں کو مدنظر رکھ کر وہ کہتے ہیں کہ ان کے باہر سے آنے کی ضرورت نہیں یہ اخلاق سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے (خدائی خبر) کی ضرورت نہیں پہلی بات کے متعلق کہ کن باتوں میں ملتے ہیں وہ ان کو مشترک سچائیاں کہہ کر (خدائی خبر) کی ضرورت کا انکار کرتے ہیں اور دوسرا حصہ کہ کن دائروں کے اندر وہ خیالات پیدا ہوئے ہیں ۔ اس کے متعلق وہ ہر قسم اور ملک کی پہلی حالت کو لیتے ہیں اور پھر ان کے مذہب کو لیتے ہیں اور قرار دیتے ہیں کہ یہ ان خیالات کا نتیجہ ہے اور اس طرح پر کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا مذہب نہیں ۔ یہ جدید تحقیقات مذاہب کے علم کے متعلق ہے اور اس علم کو موازنہ مذاہب یا کمپیریٹو ریلیجن کہتے ہیں ۔ یہ اصول علوم ہیں مذاہب کے متعلق ۔

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ ۔ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

افکار عالیہ

پھر ایسے نظارے بھی دیکھے اخلاص کے اور محبت کے کہ جب کوئی تحریک کرتے تھے تو وہ جن پر سب سے زیادہ بوجھ تھا وہ سب سے آگے بڑھ کر اپنے جان و مال پیش کرتے تھے اور بیقرار تھے کہ کسی طرح ہماری قربانیاں کو قبول کیا جائے ۔ وہی ہیں احمدیت کی اصل روح ۔ وہی ہیں جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں ۔ وہی ہیں جن کی تمنائیں خدا کے حضور بپایۂ قبولیت جگہ پاتی ہیں ۔ انہی کے برتے پر آج احمدیت کی کشتی جاری ہے ۔ انہی کے سر پر یہ قافلہ سفر اختیار کر رہا ہے اور وہ بہت تھوڑے ہیں ۔ ایسے دوست مجھ سے پوچھتے تھے کہ بتاؤ ہم کیا پیش کریں، کس طرح پیش کریں، اور کیا چاہئے سلسلے کے لئے ۔ میں ان سے کہتا تھا ابھی نہیں بعض دفعہ مجلس شوریٰ میں گفتگو ہوئی تو بیقرار ہو کر لوگوں نے پوچھا کہ بتائیں ہم حاضر ہیں جو چاہتے ہیں دیں گے ۔ اس کے علاوہ انہوں نے بھی پیش کیا جن سے پوچھا بھی نہیں گیا تھا ۔ ابھی امریکہ سے ہمارے ایک بھائی نے خط پیش کیا ۔ انہوں نے کہا جو کچھ میرا ہے سلسلے کا ہے ۔ ایک دمڑی بھی میری نہ سمجھیں آپ ۔ مجھے فاقے بھی کرنے پڑے تو میں گزارا کر لوں گا اور میں بڑی دیانتداری سے پیش کر رہا ہوں ۔ کوئی دُوری نہیں ۔ کوئی دُوئی نہیں ۔ حساب سارا لکھ کر دیا کہ یہ میرا لین دین ہے یہ میری جائیداد ہے، اس کی یہ VALUE (ویلیو) ہے ۔ آئندہ یہ امکانات ہیں ۔ جس وقت، جس لمحے مجھے کہا جائے گا سب کچھ چھوڑ دو، میں سب کچھ چھوڑنے کے لئے تیار ہوں ۔

(الفضل ۲ ۔ اکتوبر ۱۹۸۲ء)

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر عبدالسلام صاحب

ڈاکٹر عبدالسلام ہمارے ملک کے پہلے نوبل انعام یافتہ سائنسدان ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنے ملک کے لئے سائنس کو کس تناظر میں دیکھتے ہیں۔ یہ جاننے کے لئے "اپنا گھر" نے ان سے خصوصی انٹرویو کا انتظام کیا جو "اپنا گھر" میں شائع ہو چکا ہے۔ شکریہ کے ساتھ ہم اس انٹرویو کو قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

س: پروفیسر صاحب! ایک ایسا معاشرہ جو سائنسی فکر کو ناپسند کرتا ہے۔ ایک ایسی انتظامیہ جس کے پاس نہ سائنس کے لئے پیسہ ہے نہ وقت۔ ایک ایسی افسر شاہی جو سائنسدانوں کے لئے دل میں حقارت رکھتی ہے ایک ایسی تاریخ جس نے صدیوں سے بین الاقوامی اہمیت کا ایک بھی سائنسدان پیدا نہیں کیا ایسے مخالفانہ ماحول میں عبدالسلام جیسا آدمی کیسے پیدا ہو گیا؟

ج: میرے خیال میں ہمارے پاکستان یا عالم اسلام میں صلاحیت کی کمی نہیں ہے۔ ہر قوم کی اپنی ایک اجتماعی فطانت ہے مثلاً چین کی، جاپان کی وہاں سائنس کی فطانت اجتماعی کوشش کا نتیجہ ہے جب کہ پاکستان میں فطانت ایک انفرادی معاملہ ہے یہاں فرد اونچا اٹھتا ہے۔ اس کا موازنہ میں فرانس سے کروں گا۔ میں ہمیشہ فرانس کے نظام تعلیم کو انگریزی کے نظام تعلیم سے بہتر سمجھتا ہوں ابھی آپ نے افسر شاہی کے رویے کا حوالہ دیا۔ ہمارے افسروں کی تربیت انگریزی طرز تعلیم کے تحت ہوئی ہے جس میں کلاسیکی کتابیں اور اصول عامہ پڑھائے جاتے ہیں۔ آپ یقین جانیے کہ گھڑ سواری یا پیراکی کے دو چار عملی سبق کے بعد وہ کسی بھی محکمے کے سربراہ بننے کے لائق ہو جاتے ہیں آج پولیس کے چیف ہیں تو کل پلاننگ کمیشن کے صدر نشین۔ یہ بڑی غلط بات ہے آپ خود برطانیہ پر نظر ڈالیئے۔ وہاں کی نااہل افسر شاہی نے برطانیہ کو برباد کر دیا ہے۔ یورپی برادری میں فرانس اور جرمنی کے افسروں نے انہیں ہر موقع پر مات دے کر کھوکھلا کر دیا ہے ہمارے ہاں جو تربیت خاص دی جاتی ہے اس کا ہماری افسر شاہی پر کیا اثر پڑتا ہے۔ اس کی ایک مثال دینا چاہتا ہوں۔ میں جب گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتا تھا تو میں پلاننگ کمیشن کے سربراہ سے ملنے گیا۔ وہ اس سے پہلے پولیس کے سربراہ تھے۔ اس وقت رہائش کا مسئلہ درپیش تھا۔ لاکھوں مہاجرین کے آجانے سے مکانات کی قلت تھی۔ میں نے عرض کیا محترم کچھ ہونا چاہیئے۔ انہوں نے فرمایا "ہر شخص فٹ پاتھ پر سوتا ہے آپ بھی سو جائیے۔" میں نے فوراً پوچھا "آپ جناب کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔ آپ کے پاس تو بہت بڑا بنگلہ ہے؟" اس پر انہوں نے جواب دیا "وہ میں نے اپنی گرہ سے بنوایا ہے"۔ پھر میں نے ان سے عرض کیا کہ پلاننگ کمیشن کو چاہیئے کہ منصوبہ بندی کے کام میں سائنسدانوں سے مدد لی جائے۔ ان کا جواب انتہائی شاندار تھا "دیکھو مسٹر، سائنسدان کی مثال باورچی کی سی ہے اس کا کام ہے آرڈر پر چیزیں تیار کر دینا۔ پورے گھر کا نظام باورچیوں پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔" اب آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ جہاں ارباب اختیار کے فکر کا انداز یہ ہو گا تو وہاں سائنسی حکمت و دانش کیونکر فروغ پا سکتے ہیں فرانس میں افسروں کی تربیت کے لئے پولی ٹیکنیک ہیں۔ جہاں منتخب ذہین، فطین جوانوں کو تعلیم دی جاتی ہے اور مختلف پیشوں اور امور کی بھرپور عملی تربیت دی جاتی ہے اور پھر ان کی تربیت کے مطابق انہیں کسی ایک محکمے میں لگایا جاتا ہے

س: لیکن مسئلہ صرف افسر شاہی کا تو نہیں ہے۔

ج: آپ ٹھیک کہتے ہیں ہمارے ہاں علم کی قدر نہیں ہے۔ دانشوری کی عزت نہیں ہے۔ شرح خواندگی کو دیکھیئے کتنی کم ہے۔ ایسے ہی مسائل رکھنے والے دوسرے ملکوں سے بہت کم۔ چھ سے گیارہ سال کی عمر کے بچوں میں شرح خواندگی صرف ۴۵ فیصد ہے جبکہ دوسرے ترقی پذیر ملکوں میں اوسط ۶۴ فیصد ہے۔ ملائیشیا ۹۲ فی صد، شام ۹۳ فیصد الجزائر ۷۲ فیصد، بھارت ۶۶ فیصد، بنگلہ دیش ۵۲ فیصد ثانوی تعلیم کی سطح (بارہ تا سترہ سال) پر شرح خواندگی ۱۳ فیصد ہے جبکہ ترقی پذیر ممالک کا اوسط ۳۸ فیصد ہے یونیورسٹی کی سطح پر اعلیٰ تعلیم کی شرح ہمارے ملک میں ۳ فیصد ہے جبکہ دوسرے ترقی پذیر ممالک میں ۹ فیصد ہے۔ اس افسوسناک صورت حال کی توجیہہ ہم یوں نہیں کر سکتے کہ یہ افسر شاہی یا حکومت یا عہد غلامی کا کیا دھرا ہے۔ اس کے لئے ہم سب ذمہ دار ہیں۔ ہمارے بہت سے سیاسی اور معاشرتی مسائل تعلیم کی کمی ہی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ہمیں سائنس اور ٹکنالوجی کے عہد حاضر میں زندہ رہنا ہے تو ہمیں اپنا رویہ تبدیل کرنا ہوگا۔ اور بہت جلد، ایک نسل کے اندر اندر تبدیل کرنا ہوگا۔ اور یہ ناممکن نہیں ہے۔

س: لیکن حکمت اور سائنس کی اتنی بے توقیری مسلمانوں نے ہمیشہ ہی نہیں کی تھی؟

ج: یہ درست ہے مسلمانوں نے سائنس اور فلسفے کے فروغ میں زبردست کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور میں یہ بات بہ اصرار و تکرار متعدد موقعوں پر کہتا رہا ہوں، حتیٰ کہ نوبل انعام کی تقریب میں جو خطبہ میں نے دیا، اس میں بھی مسلمانوں کی علمی خدمات پر خاص زور دیا۔ جارج سارٹن نے اپنی کتاب "تاریخ سائنس" میں سائنسی کارناموں کو عہد بہ عہد تقسیم کیا ہے۔ مثلاً ۴۰۰ تا ۴۵۰ ق م افلاطون کا زمانہ وغیرہ۔ ۷۵۰ تا ۱۱۰۰ مسلسل چار صدیاں مسلمان سائنسدانوں کا زمانہ ہے جن میں جابر ابن حیان، خوارزمی، رازی، مسعودی، ابوالوفا البیرونی اور عمر خیام جیسے مشاہیر کے نام آتے ہیں۔ اس کے بعد ڈھائی سو سال کا زمانہ پھر آتا ہے۔ جس میں ابن رشد، طوسی اور ابن نفیس جیسے فرزندان اسلام سائنس کا پرچم بلند کرتے ہیں لیکن جب اسلام کو ہندوستان میں عروج ہوتا ہے تو حکمت و سائنس کی روایت ختم ہو چکی تھی۔ زمام اقتدار ناخواندہ بادشاہوں کے ہاتھ میں تھی جو اپنے جاہ و جلال کا شوق رکھتے تھے اور بس انہوں نے آئندہ نسلوں کے لئے عالی شان مقبروں کے سوا اور کچھ نہ چھوڑا۔ کسی مسلمان بادشاہ نے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لئے روپیہ خرچ نہیں کیا ... مسلمان بادشاہوں کا یہ رویہ ہنوز جاری ہے۔ آپ یہ تو بہت سنتے ہیں کہ فلاں فلاں فوجی افسر کو اس کی خدمات کے صلے میں اتنے مربعے دیئے گئے، آپ نے کبھی یہ بھی سنا کہ فلاں شخص کو اس کے علمی یا تحقیقی کارناموں پر مربعے دیئے گئے؟

س: ہاں کبھی کبھی ہمارے ادیبوں اور دانشوروں کو ایوارڈ یا پلاٹ دیئے جاتے ہیں

ج: میرا مطلب اس قسم کے انعامات، اعزازات سے نہیں تھا۔ میں جو کچھ کہنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کو علم کی قدر و منزلت کرنی چاہیئے اور علم کو اس کا مناسب مقام اور مرتبہ ملنا چاہیئے تاکہ ہمارے ذہین و فطین نوجوان اس طرف راغب ہوں اور وہ بلند پایہ محقق، دانشور، عالم، مفکر اور سائنسدان بنیں۔ تحقیقی و علمی کاموں کے لئے معاشی تحفظ، ذہنی سکون اور معاشرے کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہوتی ہے ... وظائف انعامات، ایوارڈ وغیرہ۔ ان کی اہمیت ہے تو فقط اس لئے ہے کہ وہ سائنسی تحقیق کرنے والوں کی کسی حد تک حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ جب امام غزالی کو چالیس برس کی عمر میں یہ احساس ہوا کہ کٹر دینیات کا علم ان کے حسب مزاج نہیں ہے تو انہوں نے اسے یکسر ترک کر دیا۔ اپنا تحقیقی راستہ بدلنے میں انہیں اگر کوئی فکر تھی تو فقط بال بچوں کی۔ انہوں نے بعد میں لکھا کہ یہ فکر بھی اس لئے لاحق نہیں ہوئی کہ بصرہ میں کسی عالم کے لئے اپنے گھر کا بندوبست کرنا مشکل نہ تھا۔ اپنے غالب کو دیکھیئے، انہیں بادشاہ اور نواب سے وظیفے کی رقم حاصل کرنے کے لئے کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑے۔ کہنا یہ چاہتا ہوں کہ آج کوئی مامون الرشید نہیں ہے۔

س: میں پھر اپنے پہلے سوال کی طرف آتا ہوں۔ ایسے مایوس کن اور مخالفانہ ماحول میں سے آپ کیونکر سرخرو نکلے۔ میں خاص طور پر یہ بات اس لئے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ شاید اس میں کوئی ایسا نکتہ مخفی ہو جو دوسروں کے لئے قابل تقلید ہو؟

ج: وہ نکتہ ہے شخصیت۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ میرا باپ ایسا شخص تھا جو علم سے بہت محبت رکھتا تھا۔ وہ اگرچہ مجھے سرکاری افسر بنانا چاہتے تھے، لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا کہ میرا رجحان طبع سائنس کی طرف ہے تو پھر انہوں نے اسی طرف میری ہر ممکن حوصلہ افزائی کی۔ میرے ماموں جو بعد میں میرے خسر بھی بن گئے، وہ بھی علم کے بڑے قدر دان تھے اور ان سے میں نے بہت اثر قبول کیا۔ پھر مجھ پر بڑے شفیق، محبت کرنے والے اور محنتی اساتذہ کا سایہ رہا۔ مجھے مولوی عبداللطیف بار بار یاد آتے ہیں جنہوں نے مجھے آٹھویں جماعت میں پڑھایا۔ میں نے جب ایک سوال منٹوں میں حل کر کے انہیں

(باقی صفحہ ۶ پر)

ڈاکٹر عبدالسلام کی اعزازی ڈگریاں

ڈاکٹر عبدالسلام نے ۱۹۵۷ء سے ۱۹۸۵ء تک پاکستان، برطانیہ، اٹلی، پیرو، وینزویلا، پولینڈ، اردن، ترکی، بھارت، بنگلہ دیش، نائیجیریا، فلپائن، سوڈان، سپین، امریکہ، کینیا اور ارجنٹائن سے ۲۵ اعزازی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ یہ اعزاز بھی صرف انہی کے حق میں آیا ہے کہ ایک ہی ملک سے انہوں نے کئی کئی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ اسی طرح پوری دنیا سے وہ ۱۸ ایوارڈز حاصل کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ نشانِ امتیاز (پاکستان) نشان اندرس بیلو (وینزویلا) نشانِ استقلال (اردن) نشانِ میرٹ (اٹلی) جیسے عظیم اعزازات بھی پا چکے ہیں۔ دنیا کی چھ یونیورسٹیوں میں ان کا تقرر ہوا اس کے علاوہ وہ بے شمار عالمی اکیڈمیوں اور سوسائٹیوں کے رکن، منتخب فیلو اور بانی رہ چکے ہیں۔ اقوام متحدہ کے ۱۰ ذیلی اداروں کے رکن رہ چکے ہیں۔ صرف پاکستان میں ۱۱ عظیم ترین سائنسی اداروں میں ان کی تقرریاں ہوئی ہیں اور ۳ ایوارڈز حاصل کئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــــ نون۔ سین

سرائیوو کا ہوائی اڈہ

سرائیوو کا اڈہ کبھی کھل جاتا ہے اور تھوڑی دیر کھلا رہنے کے بعد پھر بند ہو جاتا ہے اور اس کیفیت کے باعث وہاں پر اقوام متحدہ کے ہوائی جہاز ساز و سامان لے کر اتر نہیں سکتے۔ چنانچہ اس بات نے بوسنیا کے لوگوں کو خاصی مشکل میں ڈال رکھا تھا۔ لیکن اب حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ اقوام متحدہ کی مدد کے ہوائی جہاز سرائیوو میں اتر سکیں اور بوسنیا کے لوگوں کیلئے یہ ایک نہایت خوش آئند خبر ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور خوش آئند خبر یہ ہے کہ یوگوسلاویہ قیام امن کی جو گفتگو جنیوا میں ہو رہی ہے۔ وہاں بوسنیا کے مسلمانوں، کروٹس اور سرب (جو ان دونوں کے دشمن ہیں) نے اس بات کا عہد کر لیا ہے کہ وہ گفت و شنید کی میز پر رہیں گے۔ یعنی چاہے کتنا ہی وقت لگے وہ اس گفتگو کو توڑنے کے لئے اب تیار نہیں ہوں گے۔

اس سے قبل اقوام متحدہ سیکورٹی کونسل نے جنرل اسمبلی کو یہ سفارش کی تھی کہ وہ یوگوسلاویہ کو اقوام متحدہ کی رکنیت سے خارج کر دے۔ اور اگر دوبارہ رکن بننا چاہے تو نئی درخواست دے۔ اب یوگوسلاویہ صرف سربیا اور مونٹے نیگرو پر مشتمل ہے۔ اور اقوام متحدہ سے نکل جانے کے بعد اسے دوبارہ اقوام متحدہ کی رکنیت ملنے کی امید نہیں ہو سکتی۔

جو جنگ اس وقت سرائیوو میں جاری ہے اسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ زیادہ بہتر طریق پر بوسنیا ہرزے گووینا کی ممبری کو ختم کر کے اس میں جو تین ریاستیں ہیں ان کو ممبر شپ دی جائے۔ سابق یوگوسلاویہ کی ری پبلک نے سرب سے مسلمانوں اور کروٹس کو برداشت کرنے کی بجائے ان سے اسلئے جنگ شروع کی تھی کہ انہوں نے آزادی کا اعلان کر دیا تھا۔ وہ اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ وہاں کوئی دفاعی صورت پیدا کی جانی چاہیئے۔ جسے بوسنیا کے مسلمانوں نے اپنانے سے انکار کیا ہے۔

گذشتہ دنوں میں ایک ہزار جہاز پروازوں کے ذریعے بارہ ہزار ٹن ساز و سامان سرائیوو میں لایا گیا ہے۔ لیکن اسکے بعد حالات بدل گئے جو معاہدے کئے جاتے ہیں ان پر عمل نہیں ہوتا۔ ادھر لڑائی بند کروائی جاتی ہے۔ اور ادھر لڑائی شروع ہو جاتی ہے

اقوام متحدہ کے افسران کا خیال ہے کہ سرائیوو میں ساز و سامان لا کر جمع کرنا چاہیئے۔ اگرچہ پانچ ماہ سے اسکی کیفیت محاصرے کی سی ہے۔ لیکن پھر بھی آئندہ موسم سرما کے لئے اس ساز و سامان کی ضرورت ہو گی اور یہی ایک چیز ہے جو وہاں کے لوگوں کو بیماریوں اور موت سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

ایران پاکستان ریلوے

ایرانی ریلوے کا ایک اعلیٰ سطحی وفد جس کی سربراہی ایران ریلوے کے مشیر مال کر رہے تھے گذشتہ سے پیوستہ ہفتے اسلام آباد میں نہایت مفید گفت و شنید کے بعد واپس ایران پہنچ گیا۔ ان کے اس دورے کے نتیجہ میں پاکستان ریلویز کا ایک وفد ۲۴ ستمبر کو زاہدان کے لئے روانہ ہوا۔ وہاں انہوں نے ایرانی ریلویز کے بعض ایسے معاہدوں پر دستخط کرنے تھے جن کی بناء پر پاکستان ریلوے نے ایرانی ریلوے کو بہتر بنانے کے لئے کئی سکیمیں پیش کیں۔ زاہدان میں جو ۲۵ ستمبر کو باہمی اجلاس ہوا اس میں ایرانیوں نے پاکستان کے ساتھ مل کر پاک ایران کمپنی بنانے کا معاہدہ کیا۔ یہ ۲۰۰ سے ۵۰۰ کلو میٹر کا ایک ٹریک کرمان سے بندر عباس تک بنانے کے سلسلے میں تھا۔ اس کا پہلا حصہ سروے کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں پاکستان اور ایران کو آپس میں مزید معاہدے کرنے پڑیں گے۔ جو دونوں ممالک کے مفاد میں ہوں گے۔ ایران اس بات میں بھی دلچسپی لے رہا ہے کہ وسطی ایشیا کی ریاستیں جو حال ہی میں آزاد ہوئی ہیں اور جن کی سرحدیں ایران کے ساتھ ملتی ہیں ان کے ساتھ مل کر ریلوے ٹریک کا انتظام کیا جائے۔ اور اس کی اس لئے بھی ضرورت پیش آ رہی ہے کہ ایران اور دوسری ریاستوں میں تجارت کے بہت سے مواقع نظر آ رہے ہیں۔

پلنگ پوش برائے امریکہ

بتایا گیا ہے کہ امریکہ کی حکومت نے یکم ستمبر سے پاکستان سے پلنگ پوش وغیرہ درآمد کرنے کلی طور پر بند کر دیئے ہیں اور اس سلسلے میں پاکستان کے صنعت کار جن کا تعلق اس صنعت سے ہے اور جو یہ مال امریکہ کو برآمد کرتے تھے۔ وہ حکومت پاکستان کے خلاف دعویٰ کرنے پر غور کر رہے ہیں۔ وہ اپنے نقصان کا معاوضہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ امریکہ کے اس اقدام کے متعلق بہت پہلے یہ بات نظر آ رہی تھی کہ ایسا ہو کر رہے گا۔ لیکن سرکاری طور پر یہ اس وقت کیا گیا جب ۶۰ فیصدی ۳۶۱ کیٹیگری چار مہینوں میں ختم ہو گئیں۔ کہا جاتا ہے کہ برآمد کنندگان گذشتہ ۱۸ ماہ سے حکومت کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروا رہے تھے۔ لیکن حکومت نے جیسا کہ برآمد کنندگان کہتے ہیں، کوئی ایسا اقدام نہیں اٹھایا۔ حتیٰ کہ ۱۹۹۱ء میں اس سال کے کوٹے کا ۶۰ فیصد لینے سے امریکہ نے انکار کر دیا تھا۔ گذشتہ ہفتہ وزارت تجارت نے سات برآمد کنندگان کا کوٹہ منسوخ کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے کسی اور ملک کے ذریعے اپنا مال امریکہ بھیج دیا تھا۔ اور یہ بات امریکہ کے قوانین کی سخت خلاف ورزی ہے۔ وزارت خزانہ نے بتایا ہے کہ وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے امریکہ کو جو مکتوب ارسال کیا تھا وہ بے نتیجہ ثابت ہوا ہے۔ اب پلنگ پوش وغیرہ کی برآمدات رک جانے کی وجہ سے لاکھوں ڈالر کا مال ضائع ہو جائے گا۔ حالانکہ یہ مال اس وقت جہاز نے کر امریکہ جا رہے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے یہ برآمد کنندگان حکومت سے مطالبہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ نقصان کا معاوضہ ادا کرے۔ کیونکہ انہیں امریکہ کی اس حرکت سے خاصا زیادہ نقصان ہوا ہے جہاں تک ہاتھ سے بنائی ہوئی پلنگ کی چادروں کا تعلق ہے ان کا ۹۹ فیصد کوٹہ استعمال کیا جا چکا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ امریکہ اس کے خلاف بھی قدم اٹھانے والا ہے۔ ایکسپورٹ پروموشن بیورو نے بعض برآمد کنندگان کے نام بھی لئے ہیں جنہوں نے غلط حرکات کے ذریعے پاکستان کو بدنام کیا ہے۔ چنانچہ ان کے کوٹے منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔ اس بات پر بھی اعتراض کیا جا رہا ہے کہ اگرچہ غلط کار تو چند ایک لوگ ہوں گے لیکن نقصان سب کو پہنچے گا۔

بی بی سی تنظیم نو

بی۔ بی۔ سی (برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن) عنقریب اپنا جائزہ لینا چاہتی ہے کہ وہ کس حد تک بہتر طریق پر کام کر رہی ہے گذشتہ جمعہ کے روز بتایا گیا کہ اس ادارے نے اپنے ۱۲۵۰ کارکنوں کو فارغ کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ خیال بڑھتا جا رہا تھا۔ کہ کام کرنے والے زیادہ ہیں اور ان کی زیادتی کی وجہ سے کام بہتر طریق پر نہیں ہو رہا۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۱۲۵۰ کارکنوں کو فارغ کر دیا جائے۔ اگرچہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ جن کا بلاواسطہ براڈ کاسٹنگ سے تو تعلق نہیں لیکن تنظیم کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں یہ کام کر رہے ہیں۔ کچھ صفائی کرنے والے ہیں اور کچھ لوگ انجینئرز ہیں اور ان کے علاوہ کچھ ایسے بھی ہیں جو سامان کی خرید و فروخت میں حصہ لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان افراد کو فارغ کر دینے سے ۱۵ ملین پاؤنڈ بچائے جا سکیں گے۔ اگرچہ اس طرح سترہ ریڈیائی مطالعے بند کرنے پڑیں گے اور بیس ایسی گاڑیاں جن پر براڈ کاسٹنگ کا انتظام ہوتا ہے ان کو بھی واپس لے لیا جائے گا۔ یعنی کام سے ہٹا دیا جائے گا۔ بی۔ بی۔ سی حکومت سے لائسنس حاصل کردہ ادارہ ہے اور ان کارکنوں کو فارغ کرنے کے متعلق کہا گیا ہے کہ ایسا کرنے سے اس ادارے کی کارکردگی پہلے سے بہت اچھی ہو جائے گی۔ اس ادارے کے متعلق عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ساری دنیا کی خبریں سب سے پہلے نشر کرنے میں مشہور ہے۔ لیکن یہ بھی عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مختلف ممالک نے بعض حالات میں اس ادارے پر تنقید کی ہے کہ یہ خبروں کو غلط سلط طریق پر بھی نشر کر دیتا ہے۔ اگرچہ ایسا بھی ہوا ہے کہ اگر کسی ملک نے احتجاج کیا ہے تو بی۔ بی۔ سی نے اس احتجاج کو قبول کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر ہم سے غلطی ہو گئی ہے تو ہم معذرت کرتے ہیں اگرچہ غلطی کو پوری طرح تسلیم تو نہیں کیا لیکن تسلیم نہ کرنے کے باوجود معذرت کر لیتے ہیں۔ ۱۹۹۶ء میں اسے دوبارہ لائسنس جاری کیا جانا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس وقت تک حکومت اس پر خاص نظر رکھے گی کہ اس پر جو اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں ان سے کتنا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میجر (ریٹائرڈ) منظور احمد

ایک چھوٹی سی بات

الفضل ۲۳ اگست میں مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب کا بجلی کے بارے میں نہایت ہی مفید مضمون نظر سے گزرا اس مضمون کے بارے میں ایک بہت ہی "چھوٹی سی بات" عرض کرنا چاہوں گا۔

فاضل مضمون نگار نے پلگ کو شو لکھا ہے اور "شو" کو "پلگ"۔ پتہ نہیں ان الفاظ کا الٹ استعمال کب اور کیسے پاکستان میں رواج پا گیا۔ اس عاجز کو اکثر بجلی کے سامان کی دوکانوں پر ان غلط العام یا غلط العوام الفاظ کی وجہ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پلگ مانگو تو دوکاندار حضرات "شو" دے دیتے ہیں۔ اگر "شو" طلب کرو تو پلگ پکڑا دیتے ہیں۔

ٹوینٹیتھ سینچری چیمبرز ڈکشنری کی رو سے پلگ وہ چیز ہوتی ہے جو کسی سوراخ میں داخل کی جائے اور اسے بند کر دے بجلی کے حوالے سے لکھا ہے کہ پلگ وہ ہے جو بجلی کے ساکٹ میں داخل ہو کر کرنٹ حاصل کرے۔ اور ساکٹ وہ ہوتا ہے جو پلگ کو بجلی کا کرنٹ مہیا کرے۔ تو پلگ بجلی کے آلات میں پنوں والی وہ چیز ہوئی جو ساکٹ یا شو میں داخل ہو جیسے پاؤں شو یا جوتے میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس شو وہ حصہ ہے جو اصل میں ساکٹ کہلانا چاہیئے۔ اور جس میں پلگ کے پن داخل ہوں۔ پلگ اور پلگنگ سے بے شمار تراکیب انگریزی زبان میں پائی جاتی ہیں۔

جناب چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب لائق تحسین ہیں کہ بجلی اور اسکی ہلاکت آفرینیوں سے بچاؤ کے طریقے بتا کر قارئین الفضل کو شکریے کا موقعہ دیا۔

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

دکھایا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے جیب سے ایک پیسہ نکال کر مجھے انعام دیا اور آبدیدہ ہو کر کہا "اگر میرے پاس کچھ اور ہوتا تو وہ بھی تمہیں دے دیتا۔" اپنے انگریزی کے استاد شیخ اعجاز احمد یاد آتے ہیں جو مجھے سخت تنبیہ کیا کرتے تھے کہ میں موٹے موٹے الفاظ غلط تلفظ اور لہجے کے ساتھ استعمال نہ کیا کروں۔ بعد میں خوش قسمتی سے میں کیمبرج آ گیا جو حصولِ علم کے لئے واقعی مثالی جگہ ہے۔ وہاں محنتی طالب علموں کا مذاق نہیں اڑایا جاتا بلکہ ان کی تکریم کی جاتی ہے۔ وہاں پڑھانے والے اساتذہ میں سے بعض بڑے اور نامی گرامی دانشور تھے ماحول میں نیوٹن اور میکسویل کی قائم کردہ عظیم روایات تھیں جن سے طلبا اثر لیتے تھے۔ لوگ سکالر کیونکر بن جاتے ہیں تو اپنے ماحول کی وجہ سے، اپنے ہمعصروں کی وجہ سے ماحول ہو تو آدمی کی باطنی، تخلیقی امنگ کی پرورش میں مدد ملتی ہے۔ اسے ایک سانچے میں ڈھلنے کے لئے راہ مل جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں ہمیشہ اس بات پر زور دیا کرتا ہوں کہ علمی ماحول اور علمی ادارے پیدا کئے جائیں جہاں دانشور اور سائنسدان باہم گفتگو کر سکیں، مکالمہ کر سکیں۔

س: آپ پاکستان میں فروغ سائنس کے لئے کیا تجویز کرتے ہیں اور اس سلسلے میں آپ نے اب تک کیا کچھ کیا ہے۔ آپ ایسی پوزیشن میں رہے ہیں کہ آپ وہاں کی سیاست واقعات پر اثر انداز ہو سکتے تھے؟

ج: میری زندگی میں فقط دو دکھ ہیں ایک تو یہ کہ پاکستان میں سائنسدانوں کی اتنی توقیر نہیں جتنی ہونی چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ عالم اسلام میں سائنس کی قدر نہیں۔ اس صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے مجھ سے جو ہو سکتا ہے میں کر رہا ہوں۔ میرے خیال میں پہلا کام یہ ہونا چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ سائنسدان پیدا کئے جائیں۔ وظائف، انعامات، ایوارڈ، فاؤنڈیشن کا قیام وغیرہ، یہ معروف تدابیر ہیں یعنی پہیہ ایجاد کرنے والی بات ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ معیار بہت کم ہے، لیکن مجھے یقین ہے کہ تعداد کافی ہو گی تو ایک مرحلے پر معیار بھی پیدا ہو جائے گا۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ پاکستان کی تمام کی تمام انیس یونیورسٹیوں میں طبعیات کے پی ایچ ڈی ڈاکٹر فقط ۴۶ ہیں۔ ادھر مغرب کی کیفیت یہ ہے کہ صرف ایک امپیریل کالج لندن میں ۱۵۰ ہیں پورے عالم اسلام میں تحقیق و ترقی پر کام کرنے والے سائنسدانوں کی تعداد ۴۵ ہزار ہے، جبکہ صرف اسرائیل میں ۳۶ ہزار ہے۔ نوبل انعام حاصل کرنے کے بعد جب مجھے پاکستان مدعو کیا گیا تو میں نے پیشکش کی تھی کہ میرے انعام کی رقم سے اور کچھ سرکاری سرمائے سے ایک "سائنس فاؤنڈیشن" قائم کی جائے جو طلبائے سائنس کو وظائف اور انعامات دیا کرے۔ افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا لیکن میں نے اپنا کام جاری رکھا اور اپنے انعام کی رقم سے از خود ایک فاؤنڈیشن قائم کر دی۔ مجھے احساس ہے کہ ساٹھ ہزار ڈالر کی رقم کچھ بھی نہیں ہے لیکن کچھ نہ کچھ ہونا بالکل ہی نہ ہونے سے بہتر ہے۔ کچھ طلبا تو اس سے مستفید ہو رہے ہیں، سال میں پچاس طلبا۔ گذشتہ برس ہم نے ایک خاتون ماہر طبعیات کو بھی ایک ہزار ڈالر کا انعام دیا اس سال خاتون ریاضی دان کی باری آئے گی۔ اسی طرح جب مجھے ایٹم برائے امن کا انعام ملا تو میں نے وہ رقم جھنگ، ساہیوال اور لاہور کے بعض سکولوں اور کالجوں میں لیبارٹری بڑھانے پر وقف کر دی۔ میرا ایک کام نتھیا گلی سمر سکول برائے طبعیات کا قیام ہے، یہ پاکستان میں اپنی نوعیت کا منفرد سکول ہے جسے میں نے ۱۹۷۶ء میں قائم ہونے میں مدد دی تھی اور یہ اٹیمی انرجی کمیشن کے تحت اب تک چل رہا ہے۔

س: ترقی سائنس کے لئے کچھ نئی تجویزیں؟ کسی خاص تجویز پر آپ کی پیش رفت؟

ج: جی ہاں، میں چین کے نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر ٹی۔ ڈی۔ لی کے ایک منصوبے سے بہت متاثر ہوا۔ لی صاحب آج کل امریکہ کے شہری ہیں۔ انہوں نے حکومتِ چین کو یہ تجویز پیش کی کہ ایک مقابلہ جاتی امتحان منعقد کیا جائے امتحان کے لئے پرچے امریکی ماہرین بنائیں گے۔ اس امتحان کے نتیجے میں ۱۲۰ چینی طلبا کا انتخاب کیا جائے گا جو پی ایچ ڈی کرنے کے لئے امریکہ آئیں گے انہوں نے اس کے ساتھ ساتھ امریکہ کے بھی ۶۰ اداروں کو ترغیب دے کر منوا لیا کہ امریکہ کے دورانِ قیام ان طلبا کے اخراجات یہ ادارے برداشت کریں گے۔ اس منصوبے پر گذشتہ چار سال سے کامیابی سے عمل ہو رہا ہے۔ میں نے سوچا، پاکستان میں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟ میں نے امریکہ کے ذی اثر لوگوں سے بات کی کہ پاکستان کے طلبا بھی ایسے ہی مقابلہ جاتی امتحان میں منتخب ہو کر پی ایچ ڈی کرنے امریکہ آیا کریں۔ ایک سو بیس نہ سہی، بارہ سہی۔ ان لوگوں کی مہربانی کہ انہوں نے میرے خیال کو پسند کیا اور دو تیار ہو گئے۔ اب میں نے یہ تجویز حکومتِ پاکستان کو پیش کی ہے۔

س: اسلامی کانفرنس نے جو "سائنس فاؤنڈیشن" قائم کی ہے۔ اس کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں۔؟

ج: اچھا اقدام ہے۔ میں بہت خوش ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ابتدائی تجاویز کچھ ضرورت سے زیادہ خوش دلانہ تھیں ۱۹۷۴ء میں جب لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی تو میں نے مسٹر بھٹو سے کہا تھا کہ کانفرنس میں یہ تجویز پیش کریں کہ بلین ڈالر کے سرمائے سے سائنس فاؤنڈیشن قائم کی جائے۔ کانفرنس نے یہ تجویز منظور کر لی۔ لیکن اس پر عمل نہیں کیا گیا۔ پھر ۱۹۸۱ء میں جنرل ضیاء الحق نے یہ اتفاق کیا کہ یہ مسئلہ طائف میں منعقد ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس میں اٹھایا جائیگا چنانچہ فاؤنڈیشن قائم ہو گئی، لیکن رقم آدھی کر دی گئی یعنی پچاس ملین ڈالر۔ لیکن حال ہی میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ فاؤنڈیشن کو فقط چھ ملین ڈالر دیئے گئے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اسلامی ممالک اس سے کہیں زیادہ سرمایہ دے سکتے ہیں۔

س: کہا جاتا ہے کہ چار قوتوں کے مابین آپ جو وحدت تلاش کر رہے ہیں وہ آپ کے عقیدہ توحید کے باعث ہے اور اگر توحید کے باعث ہے تو اگر آپ یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ توانائی کی تمام شکلیں حقیقت میں ایک ہیں تو یہ نہ صرف سائنس بلکہ مذہبیات میں بھی ایک عظیم بلکہ انقلابی کارنامہ ہو گا۔

ج: آدمی کے خیالات و نظریات پر اس کی ثقافتی میراث اور تمدنی روایات کا اثر ہوتا ہے۔ میرے نظریے اور عقیدے کی اساس توحید ربانی ہے اور یہ عین حقیقت ہے کہ نظریۂ توحید کے قائل تھے۔ خود سائنس میں بھی ہمیشہ سے یہی کوشش کی جاتی رہی ہے کہ اصول جہاں تک ہو سکیں، کم سے کم ہوں اصولوں کی بنیاد پر عملیات و فنیات کے جو بھی ڈھانچے کھڑے کئے جائیں۔ وہ بڑے بڑے، اونچے اونچے پیچیدہ ہو سکتے ہیں۔ لیکن اصول بالکل سادہ مختصر اور چھوٹے ہونے چاہئیں۔ مثال کے طور پر آپ جینیات کو لیجئے۔ اب ثابت ہو چکا ہے کہ تمام انواع ایک ہی جینی اصول پر قائم ہیں۔ موجودہ صدی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ توانائی کی بنیادی قوتوں کو شناخت کیا جا چکا ہے جو تعداد میں چار ہیں۔ یعنی برق مقناطیسی قوت، تجاذبی قوت، ضعیف نواتی قوت اور برق مقناطیسی قوت دراصل ایک ہیں۔ ہماری یہ پیش گوئی حال ہی میں جنیوا کی سرن لیبارٹری میں انتہائی شاندار طریقے سے ثابت ہو چکی ہے اور مزید تجربے ابھی جاری ہیں۔ ڈبلیو اینڈ زیڈ تھیوری اب دوسرے نظریات اور تحقیقات کے لئے ایک لازمی پس منظر بن چکی ہے۔ اب ہمارے سامنے دوسرا مقصد ہے، یہ ثابت کرنا کہ توانائی کی باقی دو قوتیں یعنی زبردست نواتی قوت اور تجاذبی قوت بھی اصل میں ایک ہیں۔ تب خود بخود یہ ثبوت مل جائے گا کہ یہ چاروں قوتیں دراصل ایک ہیں، اور توانائی کا سرچشمہ ایک اور صرف ایک ہے۔ لیکن تجربے کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔ ممکن ہے چند برس لگ جائیں لیکن ثابت ضرور ہو گا۔ اور اللہ نے چاہا تو میری زندگی میں ثابت ہو جائے گا۔

(پندرہ روزہ اپنا گھر ۱۶ تا ۳۱ ستمبر ۱۹۹۲ء صفحہ ۹ تا صفحہ ۱۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواستِ دعا:۔ مکرم نثار احمد صاحب ایس ڈی او لاہور کو ۱۹ ستمبر ۹۲ء کے روڈ ایکسیڈنٹ میں سر میں شدید چوٹیں آئیں۔ دائیں بازو میں بھی دو جگہ پر فریکچر ہے آج کل لاہور سی ایم ایچ میں داخل ہیں۔

○ محترمہ رحمت بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد خان صاحب بھٹی آف دھیر کے کلاں۔ حال دارالعلوم غربی ربوہ کمر اور جوڑوں کے درد کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔

○ مکرم آفتاب احمد صاحب ایکسیڈنٹ میں زخمی ہونے کے باعث جنرل ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں

احباب ان کے لئے دعا کریں۔

سانحۂ ارتحال: مکرم چوہدری محمود احمد صاحب کاہلوں واقف زندگی سابق مینجر احمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر سندھ۔ حال گوٹھ طارق آباد سندھ مورخہ ۲۱، ۲۲ اگست کی درمیانی رات کو اچانک دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ موسم کی خرابی کے باعث انہیں محمد آباد اسٹیٹ کے قبرستان میں امانتاً دفن کیا گیا ہے

○ مکرم میاں بشیر احمد بھٹی صدر جماعت احمدیہ بھاکا بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ کا فرزند عزیز اللہ یار خاں طالبعلم ایم ایس سی مورخہ ۲۰ ستمبر کو لاہور میں موٹر سائیکل اور بس کے تصادم میں موقعہ پر ہی جان بحق ہو گیا اسی دن شام گوگاؤں میں تدفین ہوئی۔ عزیز خدام الاحمدیہ کا ہونہار اور مستعد رکن اور کالج کا بہت اچھا اتھلیٹ تھا۔ اس اچانک اور دردناک حادثہ پر اس کے غمزدہ لواحقین کو صبرِ جمیل عطا ہونے اور عزیز کی بلندئ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم ماسٹر محمد اسلم صاحب لدھیانوی بھابڑا ضلع سرگودھا مورخہ ۱۳ ستمبر ۹۲ء کو قلیل علالت کے بعد خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آپکی عمر ۵۵ سال تھی آپ مکرم بشارت احمد صاحب لدھیانوی قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھابڑا ضلع سرگودھا کے والد تھے۔

احباب ان کی بلندئ درجات کے لئے دعا کریں۔

اعلان دارالقضاء

○ (مکرم نذیر احمد صاحب بابت ترکہ محمد عبداللہ صاحب)

مکرم نذیر احمد صاحب سکنہ مکان 5/5 دارالیمن ربوہ نے درخواست دی ہے۔ کہ میرے والد مکرم محمد عبداللہ صاحب ولد کرم دین صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کا ایک پلاٹ 5/5 برقبہ دس مرلے محلہ دارالیمن میں واقع ہے۔ ہماری والدہ بھی وفات پا چکی ہیں۔ یہ پلاٹ میرے اور میرے بھائی بشیر احمد کے نام منتقل کیا جائے۔ ہماری بہنوں کو اس پر کوئی اعتراض نہیں جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ محترم بشیر احمد صاحب (۔ بیٹا۔)
۲۔ " نذیر احمد " (۔ " ۔)
۳۔ محترمہ طاہرہ پروین صاحبہ (۔ بیٹی۔)
۴۔ " عائشہ صدیقہ صاحبہ (۔ " ۔)
۵۔ " ثریا بیگم صاحبہ (۔ " ۔)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

بقیہ: صا سے آگے

تو خدا بتا دے یا پھر انسان گذشتہ اعمال کے نتائج سے اس کا استنباط کر سکتا ہے پس جو شخص اپنے ماضی کو پڑھنے کا عادی نہیں وہ کسی نہ کسی وقت یکدم مصیبت میں مبتلا ہو گا۔ اگر وہ اپنے ماضی کو پڑھنے کا عادی ہو گا کہ میرا ماضی خراب ہے یا اچھا۔ مَیں نے اپنے ماضی میں اچھا درخت لگایا ہے یا برا۔ تو ماضی کے مطالعہ سے اسے یہ تو موقع مل جائے گا کہ اگر وہ یہ دیکھے گا کہ مَیں نے ماضی میں خراب درخت لگایا ہے جو کبھی اچھے پھل نہیں لا سکتا تو وہ اس بُرے درخت کو اکھاڑ سکتا ہے اگر اس نے آم کی بجائے کیکر کا درخت لگایا ہے اور اسے اپنے ماضی کا مطالعہ کرنے کا موقع مل گیا ہے تو اور نہیں تو کم از کم وہ اس کیکر کو اکھاڑ سکتا ہے۔ اس طرح اگر انسان اپنے گذشتہ اعمال کا محاسبہ کرتا ہے اور اگر وہ خراب ہوں تو ان سے توبہ کرے اور خدا کے حضور جھکے اور معافی مانگے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گو اپنے گذشتہ اعمال کو بدل لینا اس کے اختیار میں نہیں مگر ان اعمال کے بدنتائج کو اس رنگ میں بدل سکتا ہے کہ توبہ کرے اور اپنے گناہوں سے معافی مانگے کیونکہ خدا کو قدرت ہے کہ کانٹوں کو اکھاڑ دے اور اس کی جگہ خوشنما اور پھلدار درخت لگا دے۔

پس انسان کو اپنے اعمال میں ہمیشہ دو باتوں پر توجہ رکھنی چاہیئے، ایک اللہ تعالیٰ پر انحصار اور اس سے مستقبل کی فلاح طلب کرنا اور دوسرے اپنے گذشتہ اعمال کا محاسبہ تاکہ وقت پر اپنی برائی کا اسے علم ہو سکے اور اس برائی کے بدنتائج کو وہ توبہ کر کے اور خدا سے معافی مانگ کر بدل سکے۔ اور جب ان دو باتوں پر عمل کرے تو اس کے مستقبل کی بھلائی کے متعلق ایک حد تک یقین اور وثوق پیدا ہو سکتا ہے۔"

(از خطبہ فرمودہ ۱۴ ردسمبر ۱۹۴۴ء)

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۵۷۵ میں

عطاء القدوس ولد عبد المالک صاحب قوم راجپوت پیشہ تعلیم عمر ۱۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۰۹ علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰-۶-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ عطاء القدوس ۱۰۹ علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔ گواہ شد نمبر ۱۔ حنیف احمد محمود وصیت نمبر ۲۰۹۳۲۔ گواہ شد نمبر ۲۔ عبد المالک وصیت نمبر ۲۰۹۶۰ والد موصی۔

مسل نمبر ۲۸۵۷۶ میں

صائمہ مشتاق بنت چوہدری مشتاق احمد قوم جاٹ ہنڈل پیشہ تعلیم عمر ۱۷ سال بیعت ۱۲-۷-۹۱ ساکن مکان نمبر ۲۲۳ ٹاؤن شپ لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲-۷-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ طلائی بالیاں ۴ گرام۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ صائمہ مشتاق مکان نمبر ۲۲۳ بلاک نمبر ۱۲ سیکٹر I - 7 - 5 .P ٹاؤن شپ P 5 .0 گرین ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد نمبر ۱۔ میاں محمد علی وصیت نمبر ۹۵۴۴ گواہ شد نمبر ۲۔ میاں حبیب اللہ وصیت نمبر ۲۵۱۶۱

مہربانی فرما کر "یادِ رفتگاں" کے ہر مضمون میں صرف ایک وفات یافتہ کے حالات تحریر فرمائیں۔ (ادارہ)

خون کا عطیہ دے کر دکھی انسانیت کی خدمت کریں۔

ناظم خدمت خلق
مجلس خدام الاحمدیہ۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۳۰ ستمبر۔ موسم کی عمومی کیفیات اعتدال کی طرف مائل ہیں۔ تیز دھوپ گرمی پیدا کر دیتی ہے۔

وزیر اعظم نے کہا ہے کہ اسلام آباد سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامے دی نیوز کے خلاف درج شدہ مقدمہ درست ہے۔ یہ کارروائی آئین کے مطابق کی گئی ہے۔ اگر کوئی پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ وہ صحیح ہے تو وہ انصاف کے حصول کے لئے عدالت کے دروازے پر دستک دے۔ انہوں نے واضح کیا کہ وہ بلیک میلنگ اور دباؤ کے سامنے نہیں جھکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ دی نیوز کے خلاف مقدمہ پورے پریس کے خلاف نہیں ہے۔ حکومت اور پریس کے تعلقات دو طرفہ ٹریفک کے اصول پر ہیں۔

اخبار مالکوں کی تنظیم اے پی این ایس اور ایڈیٹروں کی تنظیم سی پی این ای نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت دی نیوز کے خلاف بغاوت کا مقدمہ واپس لے۔ ان تنظیموں نے کہا ہے کہ یہ اقدام خصوصی عدالتوں کے قیام کے مقصد کی نفی ہے۔

محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ میر شکیل الرحمٰن اور ملیحہ لودھی پر سچ بولنے کے الزام میں مقدمہ بنا ہے تو پھر کوئی بھی محفوظ نہیں۔

متنازعہ نظم کے خالق حاجی محمد یوسف نے کہا ہے کہ وہ کوآپریٹو کی ڈوبی ہوئی رقم واپس دلانے کے لئے اخبارات کو ۱۷۰ مرتبہ اور صدر اور وزیر اعظم کو ۱۶۰ مرتبہ خطوط لکھ چکے ہیں۔ یہ نظم بھی وزیر اعظم کے سیکرٹریٹ میں بھجوائی۔ انہوں نے کہا کہ میری نظم مظلوموں کی فریاد پر مبنی ہے۔

بی بی سی نے کہا ہے کہ دی نیوز کے خلاف بغاوت کا مقدمہ پریس کی آزادی پر براہ راست حملہ تصور کیا جا رہا ہے۔ اخبارات کی آزادی بے نظیر کے دور میں عروج پر تھی۔ لیکن موجودہ حکومت کا طرز عمل اس کے برعکس ہے۔

پاکستان کے وزیر مملکت برائے خارجہ مسٹر صدیق کانجو نے کہا ہے کہ پاکستان بوسنیا میں امن کیلئے فوج بھیجنے پر تیار ہے۔

ایم کیو ایم کے الطاف گروپ اور حقیقی گروپ کے درمیان مذاکرات شروع ہو گئے ہیں۔

کوٹری میں سیلاب کے پانی کا آخری ریلا گذر رہا ہے۔ دادو مورو پل پر پانی کی سطح کم رہی ہے۔ سیلابی ریلے کا ابتدائی حصہ بحیرۂ عرب میں گرنا شروع ہو گیا ہے۔

اے این پی کے مسٹر فرید طوفان نے کہا ہے کہ افغان صدر نے جماعت اسلامی کے خلاف جو الزام لگایا ہے اب وزیر اعظم کو چاہیئے کہ اس پر کارروائی کریں۔

قومی اسمبلی میں اقلیتی رکن قومی اسمبلی مسٹر جے سالک نے کہا ہے وہ احتجاجاً اسمبلی کے فرش پر بیٹھیں گے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ ان کو ہراساں کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ میں حکومت کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا۔ انہوں نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اندراج کی مخالفت کی۔

ایک اخباری رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ لاہور شہر میں فحاشی کے ۵۰۰ اڈے ہیں۔ روزانہ ایک کروڑ روپے شراب و شباب کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے پچاس اڈوں کو پولیس کی سرپرستی حاصل ہے۔

نیپال میں طیارے کے حادثے کی تحقیقات کے لئے اعلیٰ سطحی ٹیم نیپال پہنچ گئی ہے۔ تحقیقات کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ کینیڈا کی فرم بھی حادثے کی تحقیقات کرے گی۔ فرانس کی ایئر بس کمپنی کے حکام بھی تفتیش کریں گے۔ تباہ شدہ طیارے کا بلیک باکس مل گیا ہے۔ تباہ شدہ طیارے کا ڈھانچہ پاکستان لایا جائے گا۔

کھٹمنڈو میں تباہ ہونے والے پی آئی اے کے بدقسمت طیارے کے ملبے سے ۵۸ لاشیں دستیاب ہو گئی ہیں جبکہ باقی لاشوں کی تلاش جاری ہے۔ خراب موسم کی وجہ سے لاشوں کی تلاش میں مشکل پیش آ رہی ہے۔ طیارے کی تباہی کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

اسلحہ کی تیاری میں میزائلوں کا پھیلاؤ روکنے کے لئے پاکستان اور بھارت کے درمیان مذاکرات کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ یہ بات اقوام متحدہ میں پاکستان اور بھارت کے وزرائے خارجہ کی ملاقات کے دوران کہی گئی۔

ترکی کے صدر نے کہا ہے وہ مسئلہ کشمیر کے حل میں پاکستان کے ساتھ ہے۔

ایم کیو ایم کے مسٹر الطاف حسین نے کہا ہے کہ جنرل اسلم بیگ نے ایم کیو ایم کے باغیوں کو واپس لینے پر زور دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے علم نہیں ہے کہ باغیوں کے آئی ایس آئی یا جنرل بیگ سے کسی قسم روابط تھے

کنٹرول لائن پر پاک فوج نے بھارتی گولہ باری کے جواب میں گولہ باری کی۔

درخواست دعا

مکرم شیخ وحید احمد صاحب آف اوکاڑہ کے دل کا بائی پاس اپریشن لاہور میں پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں مورخہ ۷ اکتوبر کو ہو رہا ہے اس کے لئے دعا کی درخواست ہے خون درکار ہے۔ جن دوستوں کا خون کا گروپ O نیگٹو ہو اور وہ خون کا عطیہ دینا چاہتے ہوں وہ نیشنل الیکٹرونکس (شیخ ابرار احمد) لنک میکلوڈ روڈ جودھامل بلڈنگ لاہور پر رابطہ کریں فون ۲۲۳۲۲۸/۳۵۷۳۰۹

خود مل کر تشخیص و مشورہ کے خواہشمندوں کی خاطر
حضرت حکیم نظام جان کے فرزند
حکیم عبدالحمید اعوان کا
ماہانہ پروگرام

- ۵ تا ۷ تاریخ۔ مشہور دواخانہ نزد لیڈ بکس اقصیٰ چوک ربوہ۔ فون ۹۰۶
- ۱۰ تا ۱۲ تاریخ۔ سیکٹر آئی ۱۰/۲ گلی نمبر ۱۱ - اسلام آباد۔
- ۱۵، ۱۶ تاریخ۔ مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالر والہ۔
- ۲۱ تا ۲۳ تاریخ۔ مشہور دواخانہ محمود آباد ۳ کراچی۔ فون ۵۴۸۱۷۹-۲۲
- ۲۵ تا ۲۷ تاریخ۔ مشہور دواخانہ نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ۔ ملتان فون:- ۵۱۰۵۶۴-۲۲

باقی دنوں میں
مشہور دواخانہ نزد پنڈی بائی پاس جی۔ٹی روڈ گوجرانوالہ میں مشورہ ہو سکتا ہے۔ گوجرانوالہ فون ۲۱۸۵۳۴ / ۲۱۹۰۶۵

پتہ

جدید ہومیوپیتھی

کیوریٹو سسٹم (CURATIVE SYSTEM) ہومیوپیتھی کی جدید ترین (MODERN) صورت ہے۔ محض چھوٹی طاقت (۳۰ پوٹینسی یا اس سے کم) کے چند مرکبات تو یورپ اور ایشیا کی کئی کمپنیاں پیش کرتی ہیں لیکن ٹنکچر (Q) سے لے کر ۶، ۳۰، ۲۰۰، ۱۰۰۰، دس ہزار اور لاکھ طاقتوں (POTENCIES) میں ۵۰۰ مکمل اور مختصر کورسز میں عام استعمال کی انسانی، حیوانی اور پولٹری ادویات کا ایک نظام صرف ہم پیش کرتے ہیں۔ پرانی، ضدی، بار بار حملہ کرنے والی اور پیچیدہ امراض کے مکمل کورسز، رہنما لٹریچر کے ساتھ ایسا آسان طریقہ علاج مہیا کرتے ہیں کہ ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ کثیر تعداد میں ایلوپیتھ ڈاکٹر اور یونانی طبیب بھی ان سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔ عام پڑھے لکھے لوگ بھی استفادہ کر سکتے ہیں — مفصل لٹریچر ہر شہر کے کیوریٹو سٹاکسٹوں سے مفت یا ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر بذریعہ ڈاک طلب کریں۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) (رجسٹرڈ) ربوہ
فون ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۷۱